www.KitaboSunnat.com

جناب مولانا عزیز زبیدی

قسط نمبر ۱

مسئلہ سماع

> شمارہ مارچ ۷۲ء میں ہم نے مولانا عزیز زبیدی صاحب کا ایک مضمون بعنوان "سماع، امام نابلسیؒ کا نقطۂ نظر" شائع کیا تھا جس میں زبیدی صاحب موصوف نے مجوزینِ سماع میں سے امام نابلسی کی ایک تصنیف "ایضاح الدلالات فی سماع الآلات" کے ایک اہم حصہ کی تلخیص پیش کر کے ان کا نقطۂ نظر واضح کیا تھا۔ ہم نے اس مسئلہ پر تفصیلی بحث اور صحیح نقطۂ نظر با دلائل پیش کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ لہذا حالیہ اشاعت میں ہم مولانا عزیز زبیدی صاحب ہی کے قلم سے اس مسئلہ پر ایک تفصیلی مضمون ہدیۂ قارئین کر رہے ہیں جس میں انہوں نے اس مسئلہ میں جملہ مغالطے اور مخالفین کے دلائل سامنے رکھتے ہوئے مسئلہ پر سیر حاصل بحث کی ہے جس سے جملہ شکوک و شبہات رفع ہو جائیں گے ان شاء اللہ (ادارہ)

سماع خاص ایک صوفیانہ اصطلاح ہے مگر افسوس اتفاقتی قسم کے لوگوں نے اس کو متداول موسیقی کا مترادف قرار دے ڈالا ہے۔ اسی طرح "غنا" بھی حدیث کی خاص ایک زبان ہے لیکن یار دوستوں نے اسے بھی نور جہاں کا ترنم تصور کر لیا ہے۔

دف کا استعمال، زیادہ سے زیادہ ایک حد جواز جہاں تک کوئی شخص جا سکتا ہے لیکن بلا نوش اٹھے، انہوں نے اس کو اسی سلسلہ کا نقطۂ آغاز قرار دے کر زیادہ سے زیادہ اور حدود فراموش حد کے لیے اس کو وجہ جواز بنایا اور پھر اس پر نظامِ موسیقی کی وہ ساری عمارت کھڑی کر ڈالی جو ان کی الڑھ ترنگوں کی مست ملنگوں کے لیے بے خدا خمار اور مست الست سرمستیوں کی ضمانت دے سکتی ہے۔ بعض خام صوفیوں کے وجد کو رقص اور ان کی قوالی کو "تان سینی راگ و رنگ" کا شرعی ماخذ تصور کر کے لوگوں کے لیے انہوں نے مغالطے مہیا کیے۔ یہ مغالطے کسی علمی اور تحقیقی پس منظر کا حاصل نہیں ہیں بلکہ یہ بھی کچھ نام نہاد فنونِ لطیفہ کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کثیف وارثوں اور شاطر ثقافتیوں نے عمداً پیدا کیے ہیں۔

یہ وہ کھپلا اور غیر سنجیدہ دھاندلی ہے، جس نے ہمیں اس موضوع پر قلم اٹھانے پر مجبور کیا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ جو عیاشی کرنا چاہتے ہیں وہ کم از کم اپنے گناہ کی شرم رکھنے کے لیے قرآن و حدیث کو استعمال کرنے سے گریز کریں۔ یہ کیا ضروری ہے کہ جو بھی گناہ کیا جائے اس کے لیے کوئی نہ کوئی شرعی معذرت ضرور ہی ایجاد کی جائے ویسے بھی ایسا کرنے سے کسی شے کی ماہیت نہیں بدل جایا کرتی۔ کتنی ہی لیپا پوتی کی جائے، بہر حال نہاں خانوں میں جو کچھ ہوتا ہے۔ اس سے اس کی واقعی حیثیت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اس لیے بہتر ہے کہ وہ بزدلی کے بجائے جرأت سے کام لیں۔ اگر مسرفانہ عیاشی ضرور ہی کرنی ہے تو گھونگھٹ کیوں؟ آخر اور بھی بہت سی ایسی دھاندلیاں ہیں جن کے اختیار کرنے میں آپ اس قسم کے تکلفات کا سہارا لینے کا تکلف نہیں کیا کرتے یہاں پر بھی اگر آپ اپنے اس اصول اور تعامل کو ملحوظ رکھیں گے تو یقین کیجئے! آپ پر آسمان نہیں ٹوٹ پڑے گا۔ ہمیں خاص کر ان اداروں سے زیادہ گلہ ہے جو اسلام کے نام پر "تحقیقی مرکز" کی حیثیت سے وجود میں آتے ہیں اور ان میں "مولانا" قسم کے بڑے بڑے جغادری بھی براجمان ہیں۔ انہیں بہر حال ان دنیاداروں کی ضیافت طبع کے لیے یہ مصنوعی دین یہاں مہیا نہیں کرنا چاہیے ـــــ خواہ اس کے عوض کتنا ہی ان کو معاوضہ ہاتھ آئے جو خدا کی نگاہ میں ثَمَنًا قَلِيلًا سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے لیکن اس کا انجام "خواری بسیار" سے بھی بڑھ کر ہوگا۔ العیاذ باللہ

کلامِ موزوں، لحنِ حسین اور ارادۂ خیر کے ساتھ سننے کا نام "سماع" ہے۔ یہ خاص صوفیوں کی ـــــــ اصطلاح ہے۔

کلامِ موزوں اور لحنِ حسین کی حد تک تو اہلِ دین کے ایک طائفہ کے ساتھ مست اور رنگیلے شاہ بھی متفق نظر آتے ہیں لیکن اگلے مرحلہ یعنی "ارادۂ خیر" کی قید میں دونوں ایک دوسرے سے مختلف ہو گئے ہیں مگر ہمیں صوفیاء سے بھی اس مرحلہ میں اختلاف ہے۔ کیونکہ ہمارے نزدیک سادہ تفریح کی حد تک تو ٹھیک ہے لیکن اس کو "تقرب" کا ذریعہ سمجھنا غلط ہے۔ مزید تفصیل آئندہ سطور میں آئے گی۔ ان شاء اللہ

سماع اور اہلِ سماع کی چند قسمیں ہیں، ان کی تفصیل کے بعد قرآن و حدیث اور اکابر ائمہ کے فتاویٰ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی روشنی میں ہم اپنا نقطۂ نظر بیان کریں گے:

سماع کی قسمیں

۱۔ مزامیر وغیرہ کے بغیر خوش الحانی کے ساتھ "کلام" کا سننا۔ کلام منظوم ہو یا غیر منظوم

۲۔ آلات کے ساتھ اس کا سننا۔

۳۔ خوش الحانی کا ایک انداز عجمی ہے، دوسرا غیر عجمی۔ عجمی میں موسیقی کی فنی نزاکتوں کی پابندی ضروری ہوتی ہے اور ان کا زیادہ تر تعلق تعیش یا وہم پرستانہ سرمستی کے ساتھ ہوتا ہے۔

اہل سماع کی صرف دو قسمیں ہیں۔

۱۔ ایک وہ ہیں جو اپنے روحانی داعیہ کی تسکین یا نشو ونما کے لیے ایسا کرتے ہیں۔

۲۔ دوسرے وہ ہیں جو صرف

ع بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

کے مصداق داد عیش دیتے ہیں یا وقت پاس کیا کرتے ہیں۔

بے ضرر سماع

بے ضرر سماع سے ہماری مراد ایسا سماع ہے جو آلاتِ لہو سے پاک ہو اور غیر عجمی لَے میں صرف سادہ خوش الحانی کے ساتھ قرآنِ حکیم یا حسانی قسم کے کلامِ معنی خیز کا صرف تفریح اور ذوق کی تسکین کے لیے سننا ہے۔

ہمارے نزدیک گاہے بگاہے اور بغیر کسی خصوصی اہتمام اور شدِّ رحال کے سن لینا کچھ برا نہیں ــــــ کیونکہ بقول بعض اکابر:

"سماع وغنا بذات خود مباح ہے۔ اس وجہ سے کہ اس کی اصل عمدہ آواز کا سننا ہے اور اصل کے اعتبار سے سامعہ کو عمدہ آواز کے سننے کی اجازت ہے جس طرح کہ باصرہ کو رنگ برنگ کی چیزیں، اچھی اچھی صورتیں دیکھنے کی اور باغ وگلزار میں سیر وتفریح کی اجازت ہے۔"

(مکتوبات محدث دہلوی رح)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصل مابہ النزاع وہ سماع ہے جو تقرب کی نیت سے کیا جاتا ہے یا جو عیش و نشاط کی ضیافت طبع کے لیے اختیار کیا جاتا ہے۔ ہمارے نزدیک یہ دونوں شرعی لحاظ سے حرام اور ناجائز ہیں۔

صوفیانہ سرمستی کے لیے سماع

صوفیانہ سرمستی کے لیے سماع کی باتیں، دراصل روحانیت نہیں ہیں، روحانیت کا ایک واہمہ ہے اور یہ تصور عجم کے لالہ زارِ روحانیات کی دیانتدارانہ نقالی اور سرقہ ہے۔ کیونکہ ہمارے نزدیک یہ ساز اور راگ معراجِ مازاغ کے سامان نہیں ہیں، بلکہ بت شکن حنیف کی نگاہِ بے نیاز کے انتشار اور پریشان نظری کا نتیجہ ہیں۔

اسلام کی پوری تاریخ شاہد ہے کہ خوش الحانی، گو دل کو خوش لگتی ہے اور صرف اس حد تک گوارا بھی کی جا سکتی ہے لیکن اس کا دور دور تک کوئی اتہ پتہ نہیں ملتا کہ قربِ الٰہی کے لیے یہ کوئی شرعی ذریعہ بھی ہے۔ ہاں قومِ ہنود، ملتِ عیسائیہ اور ان کی ہم مشرب دوسری قوموں میں "قرب و وصال" کی منازل طے کرنے اور اوتار کی توجہ کے حصول کے لیے اس کو مؤثر ذریعہ ضرور قرار دیا گیا ہے۔ اس لیے ان کی پوجا پاٹ کے جتنے انداز ہیں سب میں بنسری کی تانوں، ناقوس کی صداؤں اور سرتال کی سریلی دھنوں اور رقص و سرود کی مختلف النوع نواؤں کو جزوِ لاینفک کی حیثیت حاصل ہے اور رہی ہے۔

"توریت میں ہے کہ یہود خدا کی تسبیح و تقدیس رقص ہی کے ذریعے کرتے تھے..... ارسطو نے اس کو فنونِ لطیفہ میں شمار کیا۔ اس کے نزدیک شعر اور رقص دونوں مساوی درجہ رکھتے ہیں، اہلِ سپارٹا اپنے بچوں کو ۵ سال کی عمر میں رقص سکھانے لگتے ہیں۔ عموماً لڑکوں کے باپ اور استاد گاتے تھے اور وہ خود ناچتے تھے۔"

(مقالہ تاریخ رقص از لطیف الدین لطیف مطبوعہ محدث جلد ۱ عدد ۱۱)

وہم پرستانہ روحانیت کے نام پر گانوں باجوں کی تقدیس کا یہ تصور بالخصوص قوم یہود میں کافی تھا اس لیے اس سلسلہ میں انہوں نے عجیب سی گپیں ہانکی ہیں چنانچہ یہودی روایات کے حوالہ سے لکھا ہے کہ

"حضرت داؤد علیہ السلام بڑے خوش الحان تھے اور (العیاذ باللہ) موسیقی کے ماہر تھے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بابل اور مصری مزامیر کو ترقی دے کر نئی نئی ایجادیں کی تھیں۔ موجودہ زبور بھی گیتوں کا مجموعہ ہے جسے آپ بربط کے ساتھ گاتے تو کائنات پر نورانی نغموں کی بارش ہوتی۔"

یہ پیراگراف منکرینِ حدیث کے اس بڑے جغادری نے نقل کیا ہے، جو احادیث پاک میں کیڑے ڈالتے رہتے ہیں لیکن یہاں پر اسے نقل کر کے بڑی حکمت عملی سے چپ چاپ گزر گئے ہیں۔

روحِ حیوانی یا روحانی

ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ کیا یہ سرود، وہ سرودِ ازلی ہیں جو صدائے "اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ" کی صدائے بازگشت محسوس ہوتے ہیں جو روحانیت کے لیے اپنے اندر قدرتی کشش رکھتے ہیں کہ:۔

"اُن کے انگ انگ سے "قالوا بلیٰ قالوا بلیٰ" کی سرمستی وجد کرنے لگتی ہے اور ان کی روحانی ملکوتیت بیدار ہو جاتی ہے اور وہ "حق حق" بول اٹھتی ہے؟

حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ وحی سے کلام کرتا ہے تو آسمانوں کے کانوں میں بھی اس کی بھنک پڑ جاتی ہے (چونکہ اس میں جلال وجمال اپنی پوری شان میں جلوہ گر ہوتے ہیں اس لیے ملائکہ پر ایک سکتہ سا طاری ہو جاتا ہے۔)

فاذا نزغ عن قلوبھم و سکن الصوت عرفوا انه الحق و نادوا ماذا قال ربکم قالوا الحق الحدیث (بخاری باب قول اللہ ولا تنفع الشفاعة)

تو جب ان کے دلوں سے سکتہ کی کیفیت کافور ہو جاتی ہے اور وہ (بے کیف) آواز تھم جاتی ہے (تو) وہ پہچان لیتے ہیں کہ یہ حق ہے اور (لپک کر محبوب برحق کا ارشاد پوچھتے ہوئے) آوازیں دینے لگ جاتے ہیں کہ ادھر اِدھر بتاؤ بھی تمہارے رب نے کیا فرمایا آواز آتی ہے، حق فرمایا۔

بعض روایات میں آتا ہے:۔

اذا قضی اللہ الامر فی السماء ضرب الملائکة باجنحتھا خضعانا لقوله کانه سلسلة علی صفوان

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب اللہ تعالیٰ آسمان میں کوئی امر طے فرماتے ہیں تو فرشتے ذفادارانہ اپنے پر مارنے لگتے ہیں جیسے زنجیر صاف پتھر پر۔

کیا خوش الحانی اور مزامیر کی یہ جھنکاریں اسی قسم کی نوائے ازلی کے لیے مضراب کا کام دیتی ہیں اور ان ارضی فرشتہ سورتوں کی نفسیات بھی کچھ اس قسم کی نفسیات اور قلب و نگاہ کی بے تابانہ تحریکات بھی کچھ اس طرح وجد میں آ جاتی ہیں۔؟

یا یہ کہ یہ مادی جھنکاریں، روحِ حیوانی کے لیے خوراک بنتی ہیں اور انہی حیوانی تقاضوں کے لیے مہمیز کا کام دیتی ہیں؟ یہ ایک ایسا سوال ہے کہ اگر اس کا دیانتدارانہ جواب معلوم ہو جائے تو بات کے سمجھنے میں کچھ زیادہ دیر نہیں لگ سکتی۔

ہمارے نزدیک اس کے جواب کے سمجھنے کے لیے سماع (مع لوازمات) کی تخلیقات کا مطالعہ کیا جائے، کہ اس کے ذریعے، روحانیت کا پلہ بھاری رہا ہے یا بہیمیت کا ——؟ اس لحاظ سے جواب بالکل واضح ہے کہ اس سے نفس و طاغوت کی امنگیں ہی مچلی ہیں۔ باقی رہی یہ بات کہ توجہ الی اللہ اور طلبِ حق کی تحریک کو بھی اس سے کوئی فائدہ پہنچا؟ زبانی کلامی تو کہہ دینا شاید آسان ہو لیکن واقعات کی رو سے جواب بالکل نفی میں ہے۔

اس کے علاوہ انبیاءِ سابقین سے لے کر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے تزکیہ و طہارت کی تاریخ میں ایک نبی اور ہادی کا یہ دستور نظر نہیں آیا کہ انہوں نے معصیت کا زنگا رد ھونے، ملکوتیت کی نشو و نما اور قرب و وصال کی منزلیں طے کرنے کے لیے نظامِ سماع اور سامعہ نواز موسیقی کو نسخۂ شفا سمجھا ہو یا کوئی ایسا خانقاہی نظام قائم کیا ہو جہاں طبلے کی تھاپ پر کسی مغنّی کے بولوں سے تزکیہ و طہارت کی خدمات لی گئی ہوں؟ اگر نہیں کیا گیا اور یقیناً نہیں کیا گیا تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس سے روحانیت کا احیاء یا اس کی تقویت کا تصور لینا اسلامی نہیں، سراپا عجمی ہے۔

جب ہم طب کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس میں بھی یہ صاف ملتا ہے کہ جنسی کمزوریوں کے علاج کے لیے سماع اور غنا سے کام لیا جا سکتا ہے —— اور لیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ دورِ حاضر میں اس موسیقی نے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جگنے ہیر رانجھے اور سسی پنوں تیار کیے ہیں، اور نئی نسل کو اس نے جس طرح گمراہ کیا ہے، وہ اب کوئی راز نہیں رہا۔ اس کے بعد بھی اس کو کوئی شخص "روحانیت" کی ترقی کا زینہ تصور کرتا ہے تو اسے اس کی اپنی ذاتی کرامت ہی کہیں گے، ورنہ بات کہنے کی نہیں ہے۔

غلط استدلال

کچھ لوگ سماع اور غنا کے جواز اور روحانی سرمدیت کے لیے ایسی ایسی باتوں سے استدلال کرتے ہیں، جن کو پڑھ کر ان پر ترس ہی آتا ہے۔ مثلاً یہ کہ:

"حضرت داود علیہ السلام بڑے خوش الحان تھے ——— جیسا کہ بخاری شریف میں ہے (باب حسن الصوت بالقراءۃ) تو ہمارے نزدیک حسنِ صوت (خوبصورت آواز) کوئی گناہ نہیں۔ نہ ہی ہم یہ کہتے ہیں کہ ایسے گلے کو کھرچ کر بالکل بیکار کر دینا چاہیئے بلکہ یہ ہے کہ قوم ہنود اور یہود کی طرح اس کو جزءِ عبادت نہ بنا لیا جائے کیونکہ خوش الحان ہونا اور شے ہے اور اس کو عبادت تصور کرنا بالکل الگ بات ہے۔

ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ چونکہ خوش الحانی کے ساتھ تلاوت کرنے کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پسند کیا ہے، لہٰذا "سماع" جائز ہے۔ دراصل یہ بھی ایک مغالطہ ہے۔ کیونکہ ہم بھی اس کو ناجائز نہیں کہتے بلکہ جائز سے بڑھ کر مستحسن سمجھتے ہیں، کیونکہ تلاوتِ کلام پاک ہو اور خوبصورت لے اور جاذب خوش آوازی کے ساتھ ہو؛ تو وہ سونے پر سہاگہ والی بات ہوتی ہے۔ صحابہ میں حضرت عقبہ بن عامرؓ (ف ۵۸ھ) حضرت طلق بن علی یمامی اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ (ف ۵۲ھ) بڑے خوش الحان تھے، ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے حضرت عقبہ یمانی سے قرآن سنانے کو کہا، چنانچہ وہ پڑھتے رہے اور حضرت عمرؓ روتے رہے اسی طرح ایک دفعہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے بھی فرمایا:

ذکّرنا ربنا (عینی) ——— ہمیں ہمارے رب کی یاد تازہ کراؤ۔

مقصد یہ تھا کہ خوش آواز سے قرآن سناؤ۔ کیونکہ اس طرح قرآن حمید کی تلاوت دل کو اچھی لگتی ہے۔ اس لیے خوش آواز سے پڑھنا دل پر مزید اثر کرتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد ہے کہ:

لم یاذن اللہ لشیء ما اذن للنبی صلی اللہ علیہ وسلم یتغنی بالقراٰن[1]

[1] بخاری باب من لم یتغن بالقراٰن

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کسی چیز پر اتنی توجہ نہیں دیتا، جتنی توجہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر فرمائی جبکہ وہ خوبصورت آواز سے قرآن پڑھتے ہیں۔

لیکن اس خوش آوازی کو اس لحن اور غنا سے کوئی نسبت نہیں، جو عجمی ہے جس میں موسیقار اور قوال کی گلو کاری کا رنگ بھرا ہوتا ہے۔ کیونکہ اس اندازِ سماع اور غنا سے تلاوت کرنے کو آپ نے بُرا منایا ہے:۔

اقرءوا القراٰن بلحون العرب واصواتها وایاکم ولحون اهل العشق ولحون اهل الکتابین وسیجیٔ قوم یرجعون بالقراٰن ترجیع الغناء والنوح لا یجاوز حناجرهم مفتونة قلوبهم وقلوب الذین یعجبهم شانهم ——— (مشکوٰۃ بحوالہ شعب الایمان ورزین)

قرآن کو عربی لَے اور آواز سے پڑھا کرو۔ عشاق اور اہل کتاب کی لَے اور لحن سے بچو میرے بعد ایک گروہ آئے گا جو قرآن کو گانوں اور نوحہ کے طرز پر بنا سنوار کر پڑھے گا۔ لیکن (حال ان کا یہ ہوگا کہ) قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ اس طرح پڑھنے والوں کے اور ان لوگوں کے جو ان کے اس طرز کے پڑھنے کو پسند کریں گے۔ دل فتنہ زدہ ہوں گے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حسن آواز تنہا کوئی کارِ ثواب نہیں، اصل غرض کلام پاک سے طبعی مناسبت کا حصول ہے۔ بشرطیکہ یہ ذریعہ بھی بجائے خود فتنہ نہ ہو۔ یعنی گیت گانوں اور قوالوں کی دل آویز لے اور خوبصورت آواز میں قرآن بھی پڑھیں گے تو یہ خوش الحانی قرآن حکیم اور اس کی شانِ قرآنی کے لیے زہرِ قاتل ثابت ہوگی۔ باقی رہی یہ بات کہ خوبصورت آواز اور لَے کی پہچان کیا ہے کہ یہ غیر عجمی ہے؟ اس کے متعلق حضرت امام طیبی (ف ۷۴۳ھ) فرماتے ہیں:۔

وذلك بالترتیل وتحسین الصوت بالتلیین والتحزین (مرقات ص۱۱ ج۵)

یعنی ترتیل اور خوش آوازی کا مطلب فروتنی اور خشیت کے ساتھ پڑھنا ہے۔

اس کی تائید دارمی کی اس مرسل روایت سے بھی ہوتی ہے جو انہوں نے "باب التغنی بالقرآن ج۲ ص۱۷۴"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں حضرت طاؤس سے روایت کی ہے:۔

سئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم ای الناس احسن صوتا للقرآن و احسن قراءة قال من اذا سمعته یقرأ اریت انه یخشی اللہ قال طاؤس و کان طلق کذلک (دارمی)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کسی نے پوچھا کہ حضور! قرآن کے سلسلہ میں لوگوں میں سب سے اچھی آواز اور سب سے اچھی قراءت کس کی ہوتی ہے! فرمایا جب تو اسے پڑھتا ہوئے سنے تو تجھے یوں محسوس ہو کہ اس پر خشیتِ الٰہی طاری ہے۔ حضرت طاؤسؒ فرماتے ہیں حضرت طلق کی یہی کیفیت تھی۔

ان روایات کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ سامع پر بھی خشیت اور گریہ جیسی کیفیت طاری ہو جاتی ہے چنانچہ حضرت عمرؓ نے جب حضرت عقبہ سے قرآن سنانے کو کہا تو ان سے قراءت سن کر رو پڑے تھے۔ خود یہی کیفیت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھی تھی۔ اور یہ ایک واقعہ ہے کہ قراءت کا یہ انداز بڑا جاذب اور پرکشش ہوتا ہے اور قرآنِ پاک کے سلسلہ میں یہی "خوش الحانی" مطلوب ہے۔

ان گزارشات سے غرض یہ ہے کہ لحنِ داؤدی ہو یا قرآنِ حکیم کے سلسلہ کی خوش الحانی؛ اس کو معروف معنوں میں سماع اور غنا سے کوئی تعلق نہیں اس لیے ان سے سماع اور غنا کے لیے استدلال صحیح نہیں ہے۔

دف کا استعمال

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعض تقریبات کے سلسلہ میں دف کے استعمال کی اجازت دی ہے جس کے یہ معنی بنا لیے گئے ہیں کہ "لہٰذا سماع اور موسیقی جائز ہے۔" ہمارے نزدیک یہ بھی غلط ہے کیونکہ دف کا یہ استعمال، اس سلسلہ کا نقطۂ آغاز نہیں بلکہ اس سلسلہ کی یہ اخیری حد اور کڑی ہے۔ کیونکہ اس کے ذریعے تقریب ملاقات اور گنگنانے کی ایک بے ضرر سی سبیل پیدا ہو جاتی ہے جو بجائے خود پُرمسرت ماحول کا سماں پیدا کر دیتی ہے۔ اس کے استعمال سے مسرفانہ سرمستی اور عیاشانہ ترنگوں کی تخلیق کے امکانات کمزور رہتے ہیں۔ دف کی دنیا اتنی محدود ہوتی ہے کہ انسان حدود فراموش ہاؤ ہو اور نادنوشی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کافی درے اور پرے رہتا ہے۔ اس سے صرف سادہ سی تفریح اور بے ضرر سی ایک تقریب مسرت آسان ہو جاتی ہے اور جس امت کو "کارِ جہاں کے بارِ امانت" کی ذمہ داری کا مرحلہ درپیش ہو اس کو اپنی تھکن دور کرنے اور تازہ دم ہونے کے لیے آنی سی "تقریب شادی" کافی ہوتی ہے۔ اس سے مزید کی توقع اور انتظار دراصل ملت اسلامیہ کی ذمہ داریوں سے بے خبری کا نتیجہ ہے۔

حضرت حسانؓ سے ان کا کلام سننا سماع کے جواز کے لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس عمل سے بھی استدلال کیا گیا ہے کہ آپ نے یا فلاں صحابیؓ نے فلاں فلاں سے شاعرانہ کلام سنا۔ اس لیے سماع اور غنا جائز ہے۔

دراصل یار لوگوں نے منکرین سماع کو ایک بد ذوق ٹولہ تصور کر لیا ہے، اس لیے وہ اس قسم کی مثالیں پیش کرتے رہتے ہیں۔ حالانکہ بات یہ نہیں ہے۔ جس آواز جو مسنون لائنوں کا پابند ہے ہمیں بھی پسند ہے، ہمارے دل کو اچھا لگتا ہے اور پہروں سنتے رہیں، تو دل نہیں بھرتا۔ لیکن بایں ہمہ، اس کو کارِ ثواب اور عبادت تصور کرنا مشکل ہے اور صوفیاء سے جو مابہ النزاع صورت ہے وہ صرف یہی ہے۔ (جاری ہے)

فتاویٰ ثنائیہ

مدت سے انتظار کرنے والوں کو خوشخبری

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابو الوفاء ثناء اللہ امرتسری کے ۴۴ سالہ فتوؤں کو فقہی ترتیب کے ساتھ اس طرح کر دیا گیا ہے کہ عبادات و معاملات کا کوئی مسئلہ باقی نہیں رہا۔ محشی بحواشی شیخ الحدیث حضرت مولانا ابو سعید شرف الدین محدث دہلویؒ۔ مرتبہ حضرت مولانا محمد داؤد راز۔ دو جلدوں میں کامل۔ بہترین جلد۔ رنگین و دیدہ زیب کور۔ گلیز کاغذ۔ صفحات ۱۴۰۰ سائز ۲۰×۲۶/۸ قیمت صرف ۵۵ روپے۔ جلدی حاصل کرنے والوں کو مولانا مرحوم کی سوانح عمری "نقوش ابوالوفاء" **مفت**۔ محصول ڈاک معاف۔

اسلامی اکادمی ۱۷۔ اردو بازار لاہور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ